عید کے مسائل و احکام

ازافاداتِ عالیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا احمد اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

۔ عید کی رات بزرگ ہے ابوامامہ صحابی رضی اللہ عنہ سے حدیث آئی ہے ۔ جو عید کی رات نماز پڑھے گا ۔ خلوصِ نیت سے اللہ تعالیٰ کے لیے اس کا دل ہوشیار ہوگا ۔ (تسکین کے ساتھ) جس دن اور لوگوں کے دل مرجھائے ہوں گے (ابنِ ماجہ ۔ راوی کو ثقہ ہیں مگر ایک راوی بقیہ مدلس ہے ۔ اس کی فضیلت میں ایک حدیث معاذ سے وارد ہے دوسری روایت عبادہؓ بن صامت سے ہم معنی حدیث ۔ امام ہے (ترغیب وترہیب)

دونوں عید کے دن روزہ رکھنا حرام ہے ۔ یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ اور تین دن ایام تشریق یعنی عید قربانی دسویں تاریخ کے بعد گیارہوں، بارہوں، تیرھویں ذی الحجہ ، عید کی نماز سنت موکدہ ہے بعض علماء کے نزدیک واجب ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل اس پر دوامی ہے ، اچھے کپڑے عید کے دن پہننے چاہویں ۔ خوشبو تیل وغیرہ لگادیں ، غسل کر لینا بھی بہتر ہے ، ذکر اللہ ، اللہ اکبر کہتے ہوئے راستوں سے نماز عید کے لیے جاویں اور دوسرے راستے سے بعد نماز ذکر اللہ کرتے ہوئے واپس ہوں ۔ کچھ کھجور وغیرہ کھاکر نمازِ عید کے لیے جاویں سنت ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں عید اور جمعہ میں کپڑا سرخ پہنتے تھے ۔ (ابنِ خزیمہ نیل الاوطار) دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دھاری دار چادر بھی عید میں اوڑھتے تھے (نیل)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پیدل عید کے لیے جانا سنت ہے اور گھر سے نکلنے سے پہلے کچھ کھالینا سنت ہے (ترمذی حدیث حسن ہے) انس رضی اللہ عنہ صحابی کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے لیے نہیں جاتے تھے یہاں تک کہ کچھ کھجوریں کھا لیتے تھے اور طاق کھاتے تھے (صحیح بخاری مسند احمد) اور عید قربان میں جب واپس ہوتے تھے اس وقت اپنی قربانی کا گوشت کھاتے (ابنِ ماجہ ترمذی) جابر صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید کے لیے ایک راستہ سے جاتے اور دوسرے سے آتے (صحیح بخاری)، نماز عید کھلے میدان میں ادا کرنا سنت ہے (بخاری ابوداؤد، ابن ماجہ) نماز کا وقت آفتاب نکلنے کے بعد سے دوپہر تک ہے جب روشنی پھیل جاوے نماز اشراق کا جو وقت ہے وہی اول وقت نماز عید کا ہے۔ اور یہی مسنون ہے (سنن ابو داؤد وغیرہ میں اسی طرح ثابت ہے۔ اس حدیث کے راوی کل ثقہ ہیں۔ نماز عید میں نہ اذان ہے نہ اقامت کہنا

خطبہ سے پہلے نماز عید کی پڑھنی چاہیے۔ اس پر عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و خلفاء کا ہے۔

عورتوں کا نماز عید کے لیے جانا۔ عورتیں ادھیڑ جوان لڑکیاں کنواری ہر ایک کو نماز عید کے لیے عیدگاہ میں جانا سنت ہے حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو حکم فرمایا کہ ہم نماز عید کے لیے آزاد عورتوں کو کنواری جوان عورتوں کو لے جاویں۔ حیض والی عورتوں کو بھی، حائضہ مصلی سے الگ رہیں۔ مسلمانوں کے ساتھ نیکیوں اور دعاؤں میں شریک ہوں میں نے کہا یا رسول اللہ بعض عورتیں ہم میں ان کے پاس چادریں نہیں ہیں اگر وہ اوڑھ کے جاویں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کی بہنیں (مسلمان عورتیں) ان کو چادر سے اوڑھا کر لے جاویں (بخاری ومسلم) حائضہ عورتیں لوگوں سے نماز پڑھنے والی عورتوں سے پیچھے رہیں۔ لوگوں کے ساتھ تکبیروں میں شامل رہیں۔ (مسلم ابوداؤد)

تکبیروں کی عید میں کثرت ہونی چاہئے۔ فرمایا اللہ پاک نے روزے کو پورا کرو اور تکبیریں کہو قال اللہ تعالیٰ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰكُمْ ط اس آیت کریمہ سے بعض علماء کے نزدیک عید میں تکبیر کہنا واجب ہے اور اکثر علماء سنت کہتے ہیں۔ راستے میں آتے جاتے وقت نماز سے پہلے نماز کے بعد عیدگاہ میں تکبیر لوگ کہیں اس طرح اللہ اکبر اللہ اکبر کبیرا، اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔ بعض حدیث میں ہے عیدوں کو زینت دو اللہ اکبر کہہ کر (طبرانی۔ لیکن حدیث ضعیف ہے) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عیدگاہ میں جاتے زور سے تکبیر کہتے ہوئے ایک روایت میں ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔ عیدگاہ میں عید فطر کے روز بعد طلوع ہونے سورج کے تشریف لے جاتے تکبیر کہتے ہوئے یہاں تک کہ عیدگاہ میں پہنچتے پھر تکبیر کہتے رہتے تھے۔ جب امام آکر بیٹھ جاتا اس وقت تکبیر ترک کرتے۔

نماز عید :- نماز عید دو رکعت ہے تکبیر تحریمہ لے کر آٹھ تکبیریں سورۃ فاتحہ سے پہلے ہی کہی جاویں (ترمذی، ابوداؤد وغیرہ) میں اسی طرح ہے۔ یہ ہی سنت مضبوط ہے۔ چھ تکبیروں کے ساتھ نماز عید حدیث مرفوع صحیح سے صاف طور پر ثابت نہیں۔ گو بعض صحابہ کا فعل موجود ہے۔

سمرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث وارد ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں نماز عید میں سبح اسم ربك الاعلی اور هل اتاك حديث الغاشيه سورتیں پڑھتے (احمد، طبرانی)

دوسری حدیث میں ہے عید الفطر، عید الاضحیٰ میں سورۃ ق اور سورہ قمر پڑھا کرتے تھے۔

عید کے بعد چھ روزے سنت ہیں :- ماہ رمضان کے روزے ایک مہینہ کے ہوئے اس کا ثواب دس مہینہ کا ہے۔ ہر ایک روزے کا ثواب دس روزے کا ہے تو اس قاعدے سے تیس روزے کا ثواب تین سو دن کا ثواب ہوا۔ سال بھر کے روزے کے ثواب میں دو مہینہ کی کمی رہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عید کے بعد شوال میں چھ روزے رکھو دو مہینے کا ثواب اس کا ہوگا۔ پورے سال کے روزوں کا ثواب حاصل ہوگا۔ اس کو شش عید کا روزہ کہتے ہیں۔

عن ابي ايوب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من صام رمضان ثمّ اتبعه ستا من شوال فذالك صيام الدهر (رواه مسلم وغيره)

ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے روزہ رمضان کا رکھا۔ پھر چھ روزے بعد کو شوال میں رکھ لیے اس کو سال بھر روزے کا ثواب ہے)

دوسری روایت میں تمام السنہ ہے

وقال من جاء بالحسنة فله عشر امثالها (ابن ماجه) یہ ہی مذہب شافعی و احمد و داؤد وغیرہ ہم کا ہے۔ امام مالک امام ابوحنیفہ رہ ناجائز رکھتے ہیں۔ لیکن ان کو حدیث نہیں پہنچی حدیث صحیح سے روزہ مذکورہ ثابت ہے۔